"متابعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (تکمیل ایمان) کے سات درجے مکتوباتِ امام ربانی مجدّدالفِ ثانی کی روشنی میں"

ڈاکٹر عبید احمد خان
چیئرمین، شعبہ اصول الدین، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی۔
ڈاکٹر منیر احمد خان
ڈین، شعبہ اسلامی کلچر، سندھ یونیورسٹی، حیدرآباد۔

ABSTRACT

The digit seven has great importance in our life. Seven rounds of Holy Kabah, seven heavens, seven layers of earth, seven levels of hell, seven recitation of Holy Quran, seven interior and exterior (meanings) of holy Quran, seven stages of human life, etc. Hazrat Mujadid Alf Sani mentioned the seven degrees and their secrets of the obedience of the Holy Prophet: Say: "if you do love (obey) Allah, then follow me, Allah will (love) save you". Actually the perfect following of the Holy Prophet is the source of the completion of faith. As we adopt the following of the Holy Prophet, so and so our faith will reach to the perfection. In this article, the introduction of seven degrees of the following of the Holy Prophet and their secrets are described, in the light of 54th writing in book II. So books so that every Muslim after seeing his faith, could be able to complete the degrees of the perfection of faith and could get the nearness of God.

Keywords: Importance of Digit seven, Obedience of the Holy Prophet, seven stages of obedience of the Holy Prophet, Maktoobat Imam Rabbani.

احمداللہ فی المبدأ والمعاد واصلی علی حبیبہٖ محمد والہ الامجاد (میں ابتداء اور انتہا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور اس کے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بزرگ اولاد پر درود بھیجتا ہوں)۔ کلمہ طیبہ کا پہلا حصہ **لاالہ الااللہ** ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔" حصولِ ایمان کا ذریعہ ہے۔ لا (نہیں) کی تلوار سے مشرق سے مغرب تک، عرش سے فرش تک تمام غیر اللہ کا انکار کرکے صرف اور صرف ایک رب "اللہ تعالیٰ" کا اقرار زبان و دل کے ساتھ کرکے نورِ ایمانی کو قلب

میں روشن کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے : وَزَيَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ (1) ترجمہ: "زینت بنا دیا (ایمان کو) تمہارے دلوں میں"۔ ہر شخص اپنے اپنے ایمان کو Self-Testing System کے تحت جانچ بھی سکتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (2) "اور تمہارے اندر کفر کی گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھادی ہے۔"

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا جس کے دل میں حقیقی ایمان کا نور ہوگا اس کا دل تین باتوں سے کراہیت کرے گا۔ کفر اور کفریہ تہذیب سے کراہیت کرے گا، گناہ سے کراہیت کرے گا یعنی وہ کام جس سے اللہ نے منع کیا (مثلاً ناچ، گانا، زنا، بدکاری، رشوت، جھوٹ، ملاوٹ، فحش گوئی، فحش کلام، فرائض کا چھوڑنا وغیرہ الْعِصْيَانَ یعنی دل اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی دیکھ کر کراہیت کرے گا۔ ایمان کی یہ تین نشانیاں ہر مسلمان اپنے اپنے قلب کی کیفیت کو جانچ کر اپنے اپنے ایمان کا جائزہ لے سکتا ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ﷺ (محمد اللہ کے رسولؐ ہیں) یہ وعدہ اللہ تعالیٰ سے کیا جاتا ہے یعنی آج کے بعد میں اپنے نفس کی، سیاسی لیڈروں کی، معاشرے کی، زمانے کی، رسم ورواج کی پیروی ترک کر کے صرف اور صرف ایک رہبر، ہادی یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی پیروی اختیار کروں گا۔ مسلمان جیسے جیسے آنحضرت ﷺ کی پیروی اختیار کرتا جاتا ہے ویسے ویسے اس کا ایمان تکمیل کے مراحل طے کرتا جاتا ہے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب میں اتباع رسول ﷺ کے سات درجے اور اس کے اسرار پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

(ا) **متابعتِ رسولؐ (تکمیل ایمان) کا پہلا درجہ:** حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: پہلا درجہ عوام اہل اسلام کے لیے ہے یعنی تصدیقِ قلبی کے بعد، اطمینانِ نفس سے پہلے جو کہ ولایت سے وابستہ ہے، احکام شرعیہ کا بجالانا اور سنت سنیہ کی متابعت ہے اور علمائے ظاہر، عابد اور زاہد حضرات جن کا معاملہ ابھی اطمینان نفس تک نہیں پہنچا، سب اس متابعت کے درجے میں شریک ہیں اور اتباع کی ظاہری صورت کے حاصل کرنے میں سب برابر ہیں اور چونکہ اس مقام میں نفس ابھی کفر وانکار پر ہی اڑا ہوا ہوتا ہے اس لیے یہ درجہ متابعت کی صورت کے ساتھ مخصوص ہوگا۔ (3)

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں اس درجہ میں عوام اور علماء ظاہر سب شامل ہیں اس درجہ میں عوام اور علماء ظاہر نفسِ امارہ کے داغ سے داغ دار ہیں۔ یہی نفس امارہ ہے جو حقیقی اسلام اور ایمان کے درمیان رکاوٹ ہے۔ اس درجہ میں نفسِ امارہ موجود ہے جو اپنی ذات سے سرکش ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "انسان کا نفسِ امارہ جاہ وریاست کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے اس کی تمام ہمت و

کوشش اپنے ہمعصروں پر بلندی حاصل کرنا ہے اور وہ فطری طور پر اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوق اس کی محتاج اور اس کے اوامر و نواہی کے تابع ہو جائے اور وہ خود کسی ایک کا بھی محتاج اور محکوم نہ ہو، اس کا یہ دعویٰ الوہیت خدا ہونے اور خدائے بے مثل جل سلطانہ کے ساتھ شرکت کا دعویٰ ہے بلکہ وہ بدبخت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے، چاہتا ہے کہ حاکم صرف وہی ہو اور سب اس کے محکوم ہوں۔(4)

اسی لیے آپ فرماتے ہیں کہ "نفس ابھی کفر وانکار پر ہی اڑا ہوا ہوتا ہے"۔ شر و فساد اسی نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ فرقہ واریت، دنیا پرستی، فساد فی ارض، حسد، کینہ، بغض، انانیت وغیرہ جیسے گناہ جس نے معاشرے کے امن کو تباہ و برباد کر دیا ہے، اسی درجے کی پیداوار ہیں۔ یہ حضرات صورتِ اسلام اور صورت ایمان ہی میں ہوتے ہیں اس لیے اسلام کی حقیقت اور ایمان کی حقیقت سے بہت دور ہوتے ہیں۔ نفس امارہ انانیت کی وجہ سے تزکیہ نفس سے بھی دور رکھتا ہے اور یہ حضرات صرف علم احکام کو حاصل کرنے کے بعد تزکیہ نفس کے بجائے عملیات جیسے فن کو سیکھنے میں لگ جاتے ہیں اور نفسانی دھوکہ میں مبتلا ہو کر اسی کو بزرگی خیال کر بیٹھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "قسم دوم یعنی مخلوقات کی صورتوں کا کشف ہونا اور غیبی باتوں پر اطلاع پانا اور ان کی خبریں دینا جو اس عالم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں، اس میں محق اور مبطل (سچے اور جھوٹے دونوں طرح کے لوگ) شامل ہیں کیونکہ قسم دوم اہل استدراج کو بھی حاصل ہے جبکہ قسم اول میں وہ علوم معارف الٰہی جل سلطانہ ہیں کہ جن کا تعلق ذات وصفات اور افعالِ واجبی جل وعلا کے ساتھ ہے اور وہ نظرِ عقل کے دائرے سے ماوراء ہیں اور متعارف و معتاد (جانا پہچانا اور عرف وعادات) کے خلاف ہیں۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ان کے ساتھ ممتاز فرمایا ہے۔ قسم اول خدائے جل وعلا کے نزدیک بزرگی اور اعتبار رکھتی ہے، اسی وجہ سے اس نے قسم اول کو اپنے اولیاء کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو اس میں شریک نہیں کیا۔(5)

متابعت کے پہلے درجے والے حضرات اسی نفس امارہ کی وجہ سے عملیات جیسے حجابات میں مبتلا ہو کر ترقی سے رک جاتے ہیں۔ مصائب کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے خود بھی وہمی اور دوسرے کے ایمان و یقین کے کمزور کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ نفس امارہ کے مالک ظاہری علم والوں کی اپنے کو وارث انبیاء سمجھنا بھی اس طبقے کی خام خالی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: حدیث شریف میں وارد ہے: "العلماء ورثة الانبیآء" (علماء انبیاء کے وارث ہیں)۔ واضح ہو کہ جو علم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے باقی و جاری ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام دوسرا علم اسرار۔ انبیاءؑ کی وراثت کا عالم کہلانے کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو دونوں قسم کے علم سے بہرہ ور ہو، نہ یہ کہ صرف ایک قسم کا علم حاصل ہو اور دوسری قسم سے محروم ہو۔ یہ بات وراثت کے منافی ہے کیونکہ

وارث کو مورث کے ہر قسم کے ترکہ میں سے حصہ ملتا ہے نہ کہ بعض میں حصہ ہو اور بعض میں نہ ہو اور وہ شخص جس کا حصہ کسی خاص معین تک محدود ہو وہ وارث نہیں بلکہ غرما (قرض خواہ) میں داخل ہے۔ جس کا حصہ اس کے حق کی جنس سے متعلق ہے۔ حدیث میں علماء سے مراد علمائے وارث ہیں نہ کہ غرما کہ جنھوں نے ترکہ کا بعض حصہ لیا لہٰذا جو شخص وارث نہیں ہے وہ عالم بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے علم کو ایک نوع کے ساتھ مقید کر دیا جائے گا۔ مثال کے طور پر یوں کہیں کہ وہ علم احکام کا عالم ہے اور عالم مطلق وہ ہے جو وارث ہو اور اس کو دونوں قسم کے علوم سے وافر حصہ حاصل ہو۔(6)

نفس امارہ اس درجہ میں ابھی کفر پر اڑا ہوا ہی ہوتا ہے، متابعت کے پہلے درجہ والا جب متابعت کے دوسرے درجے پر عمل کر کے جو طریقت کا مقام ہے، اخلاق کی اصلاح اور باطنی امراض کا ازالہ کرنے کے بعد وراثت کا حق دار، تیسرے اور چوتھے درجے کی تکمیل کے بعد بنتا ہے ورنہ نفس امارہ جو اپنی ذاتی صفات کے لحاظ سے سراسر شرارت و نقص رکھتا ہے فساد فی الارض مذہبی، معاشی، سیاسی، معاشرتی، دہشت گردی کا سبب بنتا ہے جس سے معاشرے کا امن تباہ و برباد ہوتا ہے لیکن جنھوں نے علم احکام کے ساتھ علم اسرار کے ذریعہ کامل تزکیہ نفس کو اختیار کیا اور حقیقی وارث بن کر علماء حق اور صوفیائے حق کہلائے یہی حضرات حقیقی وارثِ انبیاء ہیں جنھوں نے ہمیشہ ہر معاملہ میں اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (7) ترجمہ: "آپ فرما دیجیے کہ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا۔" اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالِ کرم سے نفس امارہ کے انکار کا اعتبار نہ کر کے صرف تصدیقِ قلبی پر کفایت کرتے ہوئے نجات کو اس تصدیق پر وابستہ کیا ہے۔

(۲) متابعت رسولؐ (تکمیل ایمان) کا دوسرا درجہ: داخلِ اسلام ہونے کے بعد ہر وقت درجات اور ترقی کی کوشش کرنی چاہیے۔ صورت اسلام اور ایمان سے حقیقتِ اسلام اور ایمان کی طرف ترقی کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ١ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (8) ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ پر ایمان رکھو اور اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے۔ اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے اتاری تھی اور جو شخص اللہ کا، اس کے فرشتوں کا، اس کی کتابوں کا، اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا انکار کرے وہ بھٹک کر گمراہی میں بہت دور جا پڑا ہے۔"

معلوم یہ چلا کہ ہر صاحب ایمان کو اب ترقی کرکے قربِ الٰہی کے مراحل کو طے کرنا ہے یعنی صورتِ ایمان سے حقیقت ایمان میں داخل ہونا ہے جیسا کہ حضرت مجددالف ثانی فرماتے ہیں: لاالٰہ الااللہ کے ذکر سے مقصود، باطل معبودوں کی نفی کرنا ہے، خواہ وہ آفاقی ہوں اور خواہ انفسی۔ آفاقی معبودوں سے مراد کافروں اور فاجروں کے باطل معبود ہیں۔ مثلاً لات اور عزّیٰ اور معبودانِ انفسی سے مراد، نفسانی خواہشات ہیں۔ ایمان، یعنی (تصدیق قلبی جس کا ہمیں ظاہر شریعت نے مکلف بنایا ہے، آفاقی معبودان باطل کی نفی کے لیے کافی ہے لیکن انفسی معبودانِ باطل کی نفی کے لیے نفس امارہ کا تزکیہ درکار ہے جو اہل اللہ کے راستے پر چلنے (سلوک) کا حاصل ہے۔ ایمان حقیقی ان دونوں قسم کے معبودانِ باطل کی نفی سے وابستہ ہے۔ ایمان کی حقیقت تو معبودان انفسی کے ابطال پر ہی منحصر ہے۔ صورت ایمان کے توزائل ہونے کا احتمال ہے لیکن حقیقت ایمان اس احتمال سے محفوظ ہے۔(9)

حضرت مجددالف ثانی متابعت کے دوسرے درجے کے متعلق فرماتے ہیں۔ "آنحضرت ﷺ کے ان اقوال واعمال کی متابعت ہے جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً اخلاق کا درست کرنا اور بری عادتوں کا دور کرنا اور باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا ازالہ وغیرہ کرنا۔ یہ مقامِ طریقت سے متعلق ہے اور اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقہ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کرکے سیر الی اللہ کی وادیوں اور جنگلوں کو قطع کرتا ہے۔(10)

یہ درجہ طریقت کا درجہ بھی کہلاتا ہے یعنی شریعت کے وہ طریقے جن پر عمل کرکے نفس کی اصلاح ہوتی ہے جیسا کہ حضرت مجددالف ثانی فرماتے ہیں: "سیر وسلوک کا مقصد ہی پردوں (حجابات باطن) کو چاک کرنا ہے، خواہ یہ پردے وجوبی ہوں یا امکانی تاکہ بے پردہ وصال میسر آسکے۔(11) ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا(12) ترجمہ: ("پھر اس کے دل میں وہ بات بھی ڈال دی جو اس کے لیے بدکاری کی ہے اور وہ بھی جو اس کے لیے پرہیزگاری کی ہے۔)" یعنی فطرتی طور پر (رزقِ حرام وغیر طیب اور غفلت کی وجہ سے) نفس امارہ اور بیس لوامہ (نیکی کی طاقت) دونوں کی کیفیتیں انسان کے نفس میں موجود ہیں لیکن آگے صاف صاف فرما کر طریقت کی ترغیب دے دی کہ " قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا(13) ترجمہ: ("فلاح اسے ملے گی جو اس نفس (امارہ) کو پاکیزہ بنائے اور نامراد وہ ہوگا جو اس کو (گناہ میں) دھنسادے۔") متابعت کا دوسرا درجہ دراصل اسی نفس امارہ کی اصلاح اور صفائی نفس امارہ کا درجہ ہے کیونکہ تمام رذائل، کبر، تکبر، غرور انانیت، حسد، بغض، فساد اسی نفس امارہ کی شرارت کا نتیجہ ہوتے ہیں کامل شیخ کی توجہ اور شریعت پر عمل نفس امارہ کو عاجز اور بیکار کردیتی ہے۔ اس درجہ میں مندرجہ ذیل کام کرنے کے ہیں: (ا) ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (14) ترجمہ

"(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ (شیخ مقتدا) تلاش کرو اور اس کے راستے میں جہاد کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح حاصل ہو گی۔)" شیخ کامل کی تلاش جو شریعت کا پابند ہو اور شہود ذاتی کا واصل ہو، قوی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو تو اس کی توجہ سے تھوڑے زمانے میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا۔ شریعت سے مراد علم شریعت کا عامل ہو اور احکام اسلام سے واقف ہو۔ شہود ذاتی کا واصل ہو یعنی حجاباتِ باطن دور کر کے اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلّی کا دائمی مشاہدہ رکھنے والا ہو۔ قوی التوجہ یعنی جب شریعت کی پابندی کے ساتھ رزقِ حلال کا اہتمام کرے گا اور حجابات دور کرنے کے بعد توجہ قوی ہوتی جاتی ہے۔ یادداشت کی مشق دائمی یعنی جب فنائے کامل اور بقائے کامل کی دولت میسر آجاتی ہے تو اس وقت واجب الوجود ذاتِ حق (اللہ) کی طرف کامل توجہ ہو جاتی ہے جیسے یادداشت دائمی سے تعبیر کرتے ہیں۔ (۲) اس کے بعد شیخ کی محبت، ذکر کی پابندی، نفس امارہ کی مخالفت، رزق حلال کا اہتمام کرتے ہوئے شریعت کی پابندی عزیمت کے ساتھ مجاہدہ کرنے سے بہت جلد فنا و بقا کے مقامات حاصل ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور نفس اطمینان کے مقام میں آنے لگتا ہے۔(۳) جیسے جیسے شیخ کی محبت، ادب، ذکر، ریاضت، مجاہدہ اور شیخ کامل کی کامل توجہ حجابات باطن پر پڑتے ہیں، ویسے ویسے نفس امارہ کی اصلاح شروع ہوتی جاتی ہے۔ اس درجہ میں استدلالی علم بدیہی ہوتا جاتا ہے۔ نفس مطمئنہ کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ خطراتِ قلبی جو کہ نفسِ امارہ سے پیدا ہوتے تھے زائل اور کم ہونے لگتے ہیں۔ جمعیتِ قلب حاصل ہونا شروع ہو جاتی ہے دھیرے دھیرے اپنے افعال اور مخلوق کے افعال نظر سے پوشیدہ ہونے لگتے ہیں۔ ایک فاعل حقیقی (اللہ) کے سوا نظر میں کچھ نہیں سماتا۔ دنیا کے غم اور خوشی سے قلب متاثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نظر نہیں آتا تو پھر کسی تعریف و توصیف کا خواہش مند بھی نہیں رہتا، طعن و ملامت کی پروا نہیں کرتا اور ذات حق میں مستغرق رہنے لگتا ہے۔ نفس امارہ کی انانیت اور سرکشی ٹوٹ جاتی ہے اور صفات رذیلہ حسد، بخل، حرص، کینہ، تکبر، حب جاہ، بڑائی وغیرہ سے تزکیہ (صفائی) شروع ہو کر اخلاقِ حمیدہ، شرح صدر، شکر، صبر، رضا، تقویٰ، زہد وغیرہ صفات میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب بات آسان ہو جاتی ہے علم الیقین جو پہلے درجہ میں حاصل ہوتے ہیں اب عین الیقین کے درجے میں آنے لگتا ہے یعنی عین الیقین سے مراد بندہ کو اس کے اپنے تعین کا حجاب اٹھ جانے کے بعد حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا شہود حاصل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

۳) **متابعت رسولؐ (تکمیل ایمان) کا تیسرا درجہ:** یہ درجہ "حقیقت کا درجہ ہے۔" حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "شریعت، طریقت اور حقیقت۔ "یعنی حقیقت سے مراد شریعت ہی کی حقیقت ہے اور طریقت سے مراد حقیقتِ

شریعت تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔ شریعت کی حقیقت صحیح طور پر حاصل ہونے سے پہلے صرف شریعت کی صورت کا حصول ہوتا ہے اور شریعت کی حقیقت کا حصول اطمینانِ نفس کے مقام میں ہوتا ہے۔ (15)

اس درجہ میں جو شرعی احکام پہلے درجے میں پڑھے ہوتے ہیں لیکن نفسِ امارہ جو ان شرعی احکام کی حقیقت تک پہنچنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتا ہے اس کی اصلاح کے بعد شریعت کی حقیقت آشکارہ ہونے لگتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: متابعت کا تیسرا درجہ آنحضرت ﷺ کے ان احوال و اذواق اور مواجیہ کی متابعت ہے جو ولایت خاصہ کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب مرتبہ ولایت اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو نفس بھی مطمئن ہو جاتا ہے اور طغیان و سرکشی سے باز آجاتا ہے اور انکار سے اقرار میں کفر سے اسلام میں آجاتا ہے۔ اگر نماز ادا کرے گا تو متابعت کی حقیقت بجالائے گا اور اگر روزہ رکھے گا تو اس کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ ہے تو وہ بھی اسی طریقے پر ہو گی۔ شریعت کے تمام احکام بجالانے میں "حقیقتِ متابعت" شامل حال ہو جاتی ہے۔ (16)

اس درجہ میں احکامِ شریعت کی حقیقت ادا کی جاتی ہے۔ مثلاً نماز ایسے پڑھو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ شہود باری تعالیٰ نماز کی حقیقت ہے اسی لیے فرمایا: "نماز مومن کی معراج ہے"۔ معراج ہی وہ سفر تھا جس میں کامل شہودِ باری تعالیٰ حاصل ہوا تھا، اسی لیے اسی کامل نماز کی ترغیب دی جارہی ہے۔ اسی طرح احکامِ اسلام میں روزہ کی بھی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت اس درجہ میں روزہ کی حقیقت حاصل ہو کر جو کہ روزہ کے پہلے حصہ دن میں حواس باطن کی بیداری کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں پھر روزے کے دوسرے حصہ (رات) قیام الیل میں بیدار حواسِ باطن آسمانی دروازوں سے برسنے والے برکاتِ ظلی اور اصلی کمالات (تلاوت قرآن کی برکت سے) کو باطن جذب کر کے باطن کے اطمینان، کامل تزکیہ، قربِ الٰہی، ظاہری و باطنی صحت کا موجب بنتا ہے۔ اس درجہ میں نفس امارہ نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور احکامِ شریعت کے قبول کرنے کی رضا و رغبت پیدا ہوتی ہے لہٰذا احکام کی بجاآوری حقیقت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ حضرت زوار حسین شاہ فرماتے ہیں: اس درجہ پر ایمانیات و عقائد حقہ میں یقین قوی ہو جاتا ہے۔ استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے۔ اس مقام کے معارف و حقائق انبیاء کرامؑ کی شریعتیں ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسرار مقطعات قرآنی حاصل ہوتے ہیں۔ صفائی وقت و حقیقت اطمینان و اتباع آنحضرت ﷺ حاصل ہو کر احکام شرعیہ، اخبار غیب، وجود حق وصفات حق سبحانہ، معاملہ قبر و حشر و نشر و مافیہا و بہشت و دوزخ وغیرہ جن کی مخبر صادق ﷺ نے خبر دی ہے، اس مقام میں بدیہی اور عین الیقین (مشاہدہ) کے درجہ پر حاصل ہو جاتے ہیں، کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ (17)

(۴) متابعت رسول ﷺ (تکمیل ایمان) کا چوتھا درجہ: یہ درجہ معرفت کا درجہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ١ۚ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ١ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ(18)

ترجمہ: "اور یہ عین ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو برا سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو۔ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔"

متابعت کا درجہ چہارم علمائے راسخین کے ساتھ مخصوص ہے جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں۔ حضرت خضر علیہ السام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں کشتی، دیوار اور بچے کی موت کے اسرار (معرفت) قرآن پاک کے ذریعہ ظاہر کیے گئے۔ حضرت مجدد الف ثانی علماء راسخین کی ایک علامت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اب ہم علماء راسخین کی ایک علامت بیان کرتے ہیں: عالم راسخ وہ ہے جس کو کتاب و سنت کے تشابہات کی تاویل سے بہت حصہ حاصل ہو اور قرآن کریم کی سورتوں کے اوائل میں جو حروف مقطعات ہیں ان کے اسرار سے بھی بہرہ ور ہو۔ اور تشابہات کی تاویل بہت ہی پوشیدہ اسرار میں سے ہے۔ یہ خیال نہ کریں کہ یہ تاویل "يَدْ" ہاتھ کی قدرت سے کے مانند ہے اور وَجْہ (چہرہ) کی تاویل ذات سے کرنے کی طرح ہے کیونکہ اس طرح کی تاویل علم ظاہر سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا اسرار سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ ان اسرار کے جاننے والے تو انبیاء کرام ہیں اور یہ رموز ان کے معاملات سے متعلق ارشادات ہیں یا وہ حضرات ہیں جن کو تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت عظمیٰ سے سرفراز فرمائیں۔(19)

تکمیل ایمان کا یہ درجہ وارثت نبوت کے جانشین حضرات کو حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ اس درجہ میں انبیاء علیہ السلام کے کامل وارث کو وراثت سے حصہ ملتا ہے۔ انہیں بھی اس درجہ میں حروف مقطعات اور آیاتِ تشابہات کے اسرار سے وافر حصہ نصیب ہوتا ہے تا کہ وراثت کے منصب کو سنبھالیں۔ آپ ﷺ سے مولید ثلاثہ نے بھی کلام کیا، اس جگہ یہ صلاحیتیں بھی پیدا ہوتی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ سے اونٹ، ہرن وغیرہ کا کلام کرنا ثابت ہے۔ اولیاء تکوین کا خاص مرتبہ ایمان کے اس خاص درجہ سے وابستہ ہے۔ یہ مرتبہ وہبی ہے جیسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

(۵) متابعت رسول ﷺ (تکمیل ایمان) کا پانچواں درجہ: یہ درجہ حقیقت محمدیؐ کا درجہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "متابعت کا پانچواں درجہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ان کمالات کی اتباع ہے جن کے حاصل ہونے میں علم و

عمل کا کوئی دخل نہیں بلکہ ان کا حصول خداوند جل سلطانہٗ کے محض فضل واحسان پر موقوف ہے۔ یہ کمالات اولو لعزم انبیآء علیہم الصلوات والتسلیمات کے ساتھ بالاصالت مخصوص ہیں اور دوسروں کو تبعیت و وراثت کے طور پر حاصل ہیں۔(20)

حضرت پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفی خان فرماتے ہیں: "تبعیت کا تعلق رسول اللہ ﷺ اور امت محمدیہؐ کے درمیان ہے۔ (21) زوار حسین شاہ فرماتے ہیں: اس درجہ میں اسرار مقطعات قرآنی اور متشابہات فرقانی کا انکشاف ہوتا ہے جو کسی طرح بیان و تحریر میں نہیں آسکتے اور عاشق و معشوق کے رموز کہ جن کے کہنے اور سننے کی مجال نہیں اس جگہ حاصل ہوتے ہیں۔ (22) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ رب العالمین کے محبوب ہیں اس لیے آپ کی متابعت کرنے والا بھی آپ کی متابعت کے باعث محبوبیت کے درجہ کو پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محبت کرنے والا (مُحِبّ) جس شخص میں اپنے محبوب جیسے اخلاق و عادات دیکھتا ہے اس شخص کو بھی اپنا محبوب ہی جانتا ہے۔ (23) اسم "محمد" ﷺ میں دو "مم" ہیں ایک "م" احدیت سے لیتا ہے، دوسرا "م" مخلوق کو دیتا ہے ، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: " مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (24) ترجمہ: "جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔"

(٦) **متابعت رسولؐ (تکمیل ایمان) کا چھٹا درجہ:** یہ درجہ حقیقتِ "احمدی" ﷺ کا درجہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: "یہ درجہ آنحضرت ﷺ کے ان کمالات کا اتباع ہے جو آنحضرت ﷺ کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اس درجہ کے کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے۔ (25)

حضرت مجدد الف ثانی اس اسمِ "احمد" اور اس درجہ کی مزید تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: "احمد" صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا اسم ہے۔ جو آسمان والوں میں معروف ہے، اسم احمد کو ذات "احد" جل شانہ کے ساتھ بھی بہت زیادہ تقرب ہے اور یہ اسم مبارک "احد" صرف ایک حلقہ میم سے جدا ہوا ہے۔ جو مبدا محبت ہے اور ظہور و اظہار کا باعث ہوا ہے اور اسی طرح میم جو کہ "احمد" میں اندراج پائے ہوئے ہے وہ قرآن مجید کے حروف مقطعات میں سے ہے اور بڑے دقیق اسرار میں سے ہے اور اس حرف مبارک "میم" کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک خاص خصوصیت حاصل ہے جو آپؐ کی محبوبیت کا باعث ہوئی ہے۔(26)

(٧) **متابعت رسولؐ (تکمیل ایمان) کا ساتواں درجہ:** حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: متابعت کا یہ ساتواں درجہ سابقہ تمام درجات کا جامع ہے۔ پہلے درجے گویا اس متابعت کے اجزاء تھے اور یہ درجہ ان اجزاء کے کل کی مانند ہے۔ اس مقام میں

پہنچ کر تابع کو اپنے متبوع کے ساتھ ایک قسم کی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا تبعیت و پیروی کا نام ہی درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون۔ کامل تابعدار وہ شخص ہے جو متابعت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو۔ (27)
کامل وارث انبیاء متابعت کے تمام درجوں یعنی غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہی برزخ کبریٰ سے چمٹ کر ہی ذات کا کامل مشاہدہ کر سکتے ہیں اور کوئی راستہ نہیں۔ واللہُ سبحانہٗ اعلم بحقیقہ الحال والصلوۃ والسلام علیٰ سید البشر والہ الا طہر (اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ حقیقتِ حال کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور درود و سلام ہو سردارِ دو جہاں اور آپؐ کی آل اطہار پر)

حواشی و حوالہ جات

(۱) القرآن سورۃ الحجرات (آیت: ۷)

(۲) القرآن سورۃ الحجرات (آیت: ۷)

(۳) مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر دوم۔ ص: ۱۹۱۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۴) مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر اول۔ مکتوب ۵۲ —ص ۱۷۹ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۵) مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر اول۔ مکتوب ۲۹۲—ص ۴۴۱ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۶) مکتوباتِ امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر اول۔ مکتوب ۲۶۸—ص ۲۹۷ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۷) القرآن۔ سورۃ الانعام: آیت نمبر: ۱۶۲

(۸) القرآن۔ سورۃ النساء: آیت نمبر ۱۳۶

(۹) معارف لدنیہ۔ مجدد الف ثانی۔ صفحہ نمبر ۱۴۴۔ کراچی ادارہ مجددیہ، ۱۹۶۹

(۱۰) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ دفتر دوم۔ ص: ۱۹۱، ۱۹۲، کراچی۔ ادارہ مجددیہ— ۱۹۹۱ء

(۱۱) مبداو معاد۔ مجدد الف ثانی۔ صفحہ نمبر ۱۵۳۔ کراچی ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۶۹ء

(۱۲) القرآن سورۃ الشمس آیت نمبر ۸

(۱۳) القرآن سورۃ الشمس آیت نمبر ۹، ۱۰

(۱۴) القرآن—سورۃ المائدہ: ۳۵

(۱۵) معارف لدنیہ۔ مجدد الف ثانی۔ صفحہ نمبر ۱۴۶۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ— ۱۹۶۹۔

(۱۶) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ حصہ دوم۔ صفحہ نمبر ۱۹۲۔ ۱۹۹۱ء

(۱۷) عمدۃ السلوک از زوار حسین شاہ۔ صفحہ نمبر ۲۹۴۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴ء

(۱۸) القرآن سورۃ البقرۃ:۲۱۶

(۱۹) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی —صفحہ نمبر ۱۹۳۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۲۰) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی —صفحہ نمبر ۱۹۵۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ ۱۹۹۱ء

(۲۱) متفرقات۔ انوار احمد زئی۔ صفحہ نمبر ۱۹۔ حیدر آباد، پیراماؤنٹ پرنٹنگ پریس۔

(۲۲) عمدۃ السلوک، زوار حسین شاہ۔ ص۔ ۲۹۵۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۸۴۔

(۲۳) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ ص نمبر ۱۶۴۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۹۱ء۔

(۲۴) القرآن (سورۃ النساء، آیت نمبر ۸۰)

(۲۵) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ ص نمبر ۱۹۵۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۹۱ء۔

(۲۶) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ دفتر سوم۔ ص نمبر ۲۸۰۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۹۱ء۔

(۲۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی۔ دفتر دوم۔ ص نمبر ۱۹۶۔ کراچی۔ ادارہ مجددیہ۔ ۱۹۹۱ء۔